دار الافتاء والقضاء

الجامعة البنورية العالمية

متصل سائٹ تھانہ - پی او بکس نمبر ۱۰۶۹۸ کراچی پاکستان

email: darulifta@gmail.com | web: www.onlinefatawa.com | ph: +92 21 32570077 | fax: +92 21 32564586

سیریل نمبر 32718	نام وقاص خان	مطلوب عمومی
تاریخ 1/20/2018	پتہ کراچي	
رابطہ نمبر	موضوع احکام مسجد	
ای میل	کاتب قاسم علی رفیع	

کیا فرماتے ہیں علماء اس مسئلے کے بارے میں کہ ہماري مسجد میں رمضان المبارک جو لوگ اعتکاف کرتے ہیں توان کیلئے یہ ترتیب ہوتي ہے کہ اہل خیر حضرات ان کیلئے دس دن تک افطار اور ضیافت کا اہتمام کرتے ہیں جسکے لئے مسجد میں روزانہ ایک بڑا دستر خوان لگایا جاتا ہے اور کچھ لوگ اپني ذمہ داري سے بخوشي ان کي خدمت میں حصہ لیتے ہیں اسي طرح ایک دعوت کا اہتمام ختم القرآن کے موقع پر بھي ہوتا ہے جسمیں عام دعوت ہوتي ہے اور ہر شخص کو اجازت ہوتي ہے اور ان دعوتوں میں شور شرابہ، مسجد کا صحن دریا وغیرہ خراب ہوتي ہیں اسي طرح بھاگ دوڑ گویا ایک ہنگامہ سا کھڑا ہوجاتا ہے اسکے بعد حلقہ بندي کرکے گپ شپ کي گویا مجلس کرتے ہیں۔ پھر اسکے بعد مسجد کي صفائي اہتمام سے کي جاتي ہے جسمیں ہر عام وخاص شریک ہوتا ہے حتی کہ معتکفین حضرات بھي بھرپور دل جمعي سے شریک کار ہوتے ہیں اور یہ سلسلہ سحري سے کچھ دیر قبل تک چلتا رہتا ہے اور یہ ختم القرآن کي دعوت 27ویں شب کو ہوتي ہے جسمیں دعوت کي ابتدا سے اختتام تک وقت سحر ہوجاتا ہے جسکي وجہ سے یہ رات عموما معتکفین کي عبادت کے بجائے اور کاموں میں صرف ہونے کي بنا اعتکاف کا مقصد فوت ہوجاتا ہے لیکن کچھ لوگ عبادت بھي کرتے ہیں اب دریافت یہ کرنا ہے کہ کیا اس طرح کي دعوتوں کا اہتمام کرنا مسجد میں درست ہے؟ کیا ایسا کرنے سے مسجد کا تقدس پامال نہیں ہوتا؟ برائے کرم قران وسنت کي روشني میں رہنمائي فرمائیں

الجواب حامداً ومصلیاً۔

معتکف اور مسافر کے علاوہ دیگر لوگوں کیلئے مسجد میں کھانے، پینے کا اہتمام کرنا مکروہ ہے۔ لہذا رمضان المبارک میں روزہ داروں کیلئے مسجد کے اندر دعوتِ افطار کا اہتمام کرنا یا ختمِ قرآن کے موقع پر ایسی دعوتوں کا اہتمام کرنا جس سے مساجد کی تلویث ہوتی ہے مسجد کے آداب کے خلاف ہے جس سے احتراز لازم ہے۔

فی المشکاۃ: عن الحسن مرسلاً قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یأتی علی الناس زمان یکون حدیثهم فی مساجدهم فی أمر دنیاهم فلا تجالسوهم فلیس للہ فیهم حاجة رواه البیهقی اه (ج ۱ ص ۷۱)۔

وفی الشامیة: تحت (قوله بأن یجلس لأجله) فانه حینئذ لا یباح بالاتفاق، لان المسجد ما بنی لأمور الدنیا۔ وفی صلاۃ الجلابی: الکلام المباح من حدیث الدنیا یجوز فی المساجد وإن کان الأولی أن یشتغل بذکر اللہ تعالی کذا فی التمرتاشی هندیة: وقال البیری ما نصه: وفی

(جاری ہے)

المدارك: ﴿ومن الناس من يشتري لهو الحديث﴾: المراد بالحديث المنكر كما جاء ((الحديث في المسجد يأكل الحسنات كما تأكل البهيمة الحشيش)) انتهى. فقد أفاد أن المنع خاص بالمنكر من القول، أما المباح فلا. اهـ (ج ا ص ٦٦٢) - والله تعالى أعلم

قاسم علی عفا اللہ عنہ
دار الافتاء جامعہ بنوریہ عالمیہ سائٹ کراچی۔
۲۸/۵/۱۴۳۹ھ۔

الجواب صحیح
بندہ نادر جان عفا اللہ عنہ
دار الافتاء جامعہ بنوریہ کراچی
۲۸/۵/۱۴۳۹ھ

الجواب صحیح
بندہ سیف اللہ جمیل
دار الافتاء جامعہ بنوریہ کراچی
۲۸/۵/۱۴۳۹ھ

رئیس
دار الافتاء جامعہ بنوریہ العالمیہ

رئیس
دار الافتاء جامعہ بنوریہ العالمیہ

دار الافتاء
۳۲۷۱۸
۲۸/۵/۱۴۳۹ھ

15/2/18